© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمضان.....ایک ماہ مبارک

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

نحمده ونصلى على رسوله الكريم ......

اسلامی عبادات میں روزہ تیسرا رکن شمار کیا گیا ہے۔ عربی میں روزے کو صوم کہتے ہیں۔ صوم کے معنی رکنے کے ہیں۔ قرآن کریم میں صوم کے لیے صبر کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ضبط نفس اور ثابت قدمی کے ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزے کے مفہوم میں نفسانی خواہشات سے رکنا اور ہوس کے مواقع میں جہاں لغزش کا اندیشہ پایا جاتا ہے اپنے آپ کو ثابت قدم رکھنا داخل ہے۔ چونکہ خواہشات اور نفسانی حرص کا محور عموماً خورد ونوش اور جنسی تعلقات ہی ہوتے ہیں، اس لیے اسلام نے ایک مقررہ وقت کے روزے کے ذریعہ انہی پر پابندی عائد کی ہے، لیکن روزے کا مقصد حاصل کرنے کے لیے ظاہری خواہشات کے ساتھ باطنی خواہشات اور برائیوں سے دل اور زبان کی حفاظت بے حد ضروری ہے۔

انسان کو مادی کثافت اور غلاظت سے پاک کرنے کے لیے تمام ہی مذاہب نے اس کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ اس لیے کسی نہ کسی صورت میں روزہ ہر مذہب میں موجود رہا ہے۔ اسلام نے اس میں اعتدال کی پوری رعایت کی ہے۔ زندگی کے لیے کھانے پینے سے مکمل بے نیازی تو نہیں ہوسکتی۔ اس لیے روزے کے لیے چوبیس گھنٹے میں چند گھنٹے مقرر کیے گئے ہیں۔ اس کو ہفتوں اور چلوں پر تو کیا محیط کیا جاتا چوبیس گھنٹے پر بھی نہیں پھیلایا گیا، بچوں کو مستثنیٰ کر دیا گیا۔ کمزور اور بوڑھوں کو فدیے کی سہولت دی گئی۔ مسافروں، بیماروں، مخصوص دنوں میں، حمل اور دودھ پلانے کے زمانے میں عورتوں کو رعایت دی گئی ہے کہ عذر کے ختم ہونے پر بعد میں وہ قضا کرلیں۔ شمسی سال کے بجائے قمری تاریخوں کا اعتبار کیا گیا ہے۔ چونکہ شمسی حساب میں نہ تو موسموں کا تغیر وتبدیل ممکن ہے نہ دن رات میں فرق ہوسکتا ہے۔ اگر کسی ملک میں وہ گرمی میں ہوں گے تو ہمیشہ گرمی ہی ہوگی اور اگر کہیں وہ سردی میں آ گئے تو سدا سردی ہی ہوگی۔ یہی حال دن ورات کے اوقات کا ہوگا۔ برخلاف قمری مہینوں کے ان کا موسم بھی بدلتا رہتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور شب و روز کی مقدار میں بھی کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔اس طرح روزوں کا مہینہ رمضان المبارک ہر ملک میں ہر موسم میں آتا ہےاور سب کو اس کی سختی اور نرمی سے سابقہ پیش آتا ہے۔

قرآن کریم نے روزے کا مقصد واضح طور پر تقویٰ بتایا ہے۔تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس کی وجہ سے گناہوں سے وحشت اور نیکیوں کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے، چونکہ عموماً گناہ کا ارتکاب حیوانی جذبات کے افراد پر ہوتا ہےاور روزے میں کھانے پینے اور جنسی جذبات پر پابندی لگنے کی وجہ سے ان جذبات میں کمزوری اور کمی آتی ہے اس لیے تقویٰ کی کیفیت خود بخود پیدا ہوتی ہے، پھر چونکہ رمضان المبارک میں قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے ہوتی ہے، دوسروں کے لیے ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات بھی روزوں کے زیر اثر ترقی پاتے ہیں۔روزے اور فاقے میں فرق کرنے کے لیے گناہوں سے خاص اہتمام کے ساتھ پرہیز کیا جاتا ہے، اس سے تقویٰ کے حصول کے لیے اور زیادہ فضا سازگار ہوجاتی ہے۔اگر رمضان کے اس مبارک مہینے میں نماز کے اہتمام کے ساتھ اس کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا بھی اچھی طرح اہتمام کیا جائے، ذکر وفکر یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد اللہ! اللہ! کے ساتھ، تسبیح فاطمی کے ساتھ، استغفار، درود شریف کے ساتھ، تلاوت قرآن کریم کے ساتھ اور اس کے ساتھ موت و برزخ اور آخرت کے آنے والے حالات کے مراقبے کا اہتمام کیا جائے تو انتہائی مبارک قدم ہے۔

رمضان المبارک میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر اور فرائض کا ثواب ستر گنا زیادہ ہوجاتا ہے۔اور اسی پر بس نہیں، اگر اللہ کا کوئی بندہ اللہ کی رحمت کا بھکاری بن کر اور اس کی خوشنودی کو مقصد اصلی بنا کر اس مبارک مہینے کے مخصوص اعمال کو سلیقے اور قرینے سے ادا کریگا تو پوری امید ہے کہ اس سے اس کی آئندہ زندگی ضرور سنورے گی اور وہ کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔

کوہ سینا پر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لینے جاتے ہیں تو چالیس دن تک بھوکے پیاسے رہتے ہیں۔کوہ سعیر پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے جب انجیل اتری تو وہ بھی پہلے سے چالیس دن تک روزہ کی حالت میں رہتے چلے آئے تھے۔اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے نازل ہونے سے پہلے پورے ایک مہینے تک غار حرا میں ہر قسم کی عبادتوں میں مصروف رہےاور بالآخر وہیں ﴿اقرا باسم ربك الذی خلق﴾ کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں۔سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ واقعہ رمضان المبارک میں پیش آیا۔

> ''ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا، جو انسانوں کے لیے سرتاپا ہدایت، ہدایت کی دلیلیں اور حق و باطل میں فارق بن کر آیا ہے۔پس جو رمضان کے مہینہ کو پائے وہ اس پورے مہینہ میں روزے رکھے۔'' (بقرہ:۱۸۵)

> ماہ رمضان کی وہ رات جس میں واقعہ رونما ہوا ہم اس کو ''شب قدر'' کے نام سے پہچانتے ہیں: ''بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے۔'' (القدر:۱)

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ رمضان وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن سب سے پہلی بار دنیا میں نازل ہوا۔ پیغمبر اُمی محمد رسول اللہ ﷺ کو عالم کی رہنمائی اور انسانوں کی ہدایت کے لیے دستور الٰہی کا سب سے پہلا صفحہ اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مبارک مہینے میں عطا کیا گیا ہے۔ قرآن کا حامل اور وحی الٰہی سے سرفراز کیا جانے والا ان دنوں میں ایک کے کونے میں اکیلا و تنہا بھوکا اور پیاسا سر بہ زانوں تھا۔ اس بناء پر اس ماہ تقدس میں بھوکا پیاسا رہنا یعنی روزہ رکھنا اور کسی عبادت گاہ میں اکیلا و تنہا رہنا یعنی اعتکاف کرنا، نزول وحی کی رات یعنی لیلۃ القدر میں بیدار سر بسجود رہنا تمام امتیوں کے لیے ضروری تھا تاکہ بقدر امکان اس مبارک مہینہ میں ہم وہی حالات اور کیفیات اپنے اوپر طاری کریں جو حالات و کیفیات اس وقت محمد رسول اللہ ﷺ پر طاری تھے اور اس ہدایت ربانی اور نعمت خداوندی سے پورے طریقہ پر فیض یاب ہو سکیں اور ہدایت و انعام کی یہ یادگار تاریخ فراموش نہ ہونے پائے اور خدائے برتر کی اس نعمت کا شکر ادا ہوتا رہے۔

قدرت کی عطا کردہ یہ خصوصیت ماہ رمضان ہی کو حاصل ہے اس لیے وہ گرمی کے زمانے میں یا سردی اور بہار کے زمانے میں، فرض روزہ کا محل وہی رہے گا۔ اس میں کسی قسم کی ترمیم یا تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں، یہ مادی دنیا جس طرح ایک نظام و قانون کی پابند ہے اسی طرح روحانی دنیا کا اپنا ایک نظام اور قانون ہے۔ اگر دنیاوی نظام میں لاقانونیت مضر اور نقصان دہ ہے تو روحانی نظام میں بھی اس کے نقصان اور ضرر کا انکار ممکن نہیں۔ مثال کے طور پر اگر رمضان کے روزوں کو قمری حساب سے ہٹا کر شمسی حساب کے تحت فروری کے لیے تجویز کیا جائے تو اس طرح وہ روحانی نظام درہم برہم ہو کر لاقانونیت کی نذر ہو جائے گا اور عقل و شرع کی کسی بھی بنیاد پر اس کو درست نہیں کیا جا سکے گا۔

بہت سے چھوٹے چھوٹے نیک اعمال جن سے ہر کوئی واقف ہے، اتنے آسان ہوتے ہیں کہ ان کو ادا کرنا بالکل بھی مشکل نہیں ہوتا۔ عام حالات میں آدمی ادھر التفات نہیں کرتا لیکن روحانیت سے لبریز اس زمانے میں اگر ان کی طرف توجہ کی جائے تو کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لیے ان پر قائم رہنے کی توفیق مرحمت فرما دے۔ اسی طرح کئی گناہ جن سے سوائے نقصان کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اور وہ سراسر بے مقصد ہوتے ہیں۔ اس خیر و برکت کے زمانے میں ان سے بچنے کی بھی ہمت کی جا سکتی ہے۔ بدنظری یعنی اجنبی عورتوں کو تکنا، دوسروں کی عیب جوئی میں لگے رہنا، گانے باجے سننا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور ان کا دل دکھانا جبکہ وہ کسی خلاف شریعت بات کے لیے نہ کہتے ہوں۔ چغل خوری اور دھوکہ دہی وغیرہ وہ گناہ ہیں کہ ان کا نقصان ہر ایک پر ظاہر ہے۔ اگر روزے میں تقویٰ کی صفت حاصل کرنے کے لیے خاص طور پر ان سے بچنے کا اہتمام کیا جائے تو کوئی مشکل بات تو نہیں۔

اسی طرح اکل حلال کا انتظام بھی بطور خاص اس مقصد میں کیمیا کا اثر رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے زندگی میں ایک مرتبہ پھر یہ سنہری موقع ہم کو عنایت فرمایا ہے۔ ممکن ہے یہ رمضان ہماری زندگی کا آخری رمضان ہو۔ اے کاش! ہم اس کی قدر کرنے والے بن جائیں اور اس کے آداب کی بجا آوری کے ساتھ ہم اس کو تکمیل تک پہنچائیں۔ آمین

اللھم سھل لنا الامور کلھا و موفقنا لما تحب و ترضی

☆☆☆

© rasailojaraid.com